NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

الہامی مذاہب میں تصوف کی روایت: اسلامی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

The Tradition of Mysticism in Semitic Religions: An Analytical Study in Islamic perspective

Dr. Muhammad Zakir
Teacher, Boys High School Gole Skardu. Email: zakir5ps@gmail.com
Dr. Tahira Firdous
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Balochistan University. Email Drtahirairfan@gmail.com
Dr. Faryal Umbreen
Assistant Professor, International Islamic University, Islamabad.
Email: faryal.umbreen@iiu.edu.pk

Abstract

Sufism, in its various forms, exists across many religions, aiming to purify the self, attain inner cleansing, and promote moral excellence. In Islamic mysticism, these characteristics are rooted in virtuous ethics, detachment from worldly pursuits, and dedication to serving humanity. Often termed as "Tasawwuf," Islamic mysticism aligns with concepts such as ethics, ihsan spiritual perfection, and tazkiyah purification , all with the shared objective of heart purification and closer proximity to God. This study examines the tradition of mysticism in Abrahamic religions Islam, Christianity, Judaism, focusing on specific expressions within each, like Kabbalah in Judaism, monasticism in Christianity, and Sufism in Islam. The research highlights that while mysticism across these faiths shares foundational principles, such as divine love and high moral standards, there are distinctive differences in approach and philosophy. Using an analytical and comparative methodology, this paper aims to address existing research gaps in the study of mysticism in these faiths. It reviews prior literature, discussing themes like the influence of non-Islamic traditions on Sufism, as well as the teachings of Sufi saints in the subcontinent. In Islamic Sufism, central themes such as love for God, obedience to the Prophet Muhammad ﷺ, self-purification, tolerance, and community service are emphasized. The findings conclude that the core teachings of mysticism are similar across these religions, although each religion incorporates its unique characteristics into its mystical practices. This paper contributes to a better understanding of the common and distinctive aspects of mysticism within the Abrahamic faiths, particularly Islamic Sufism, offering insights into both shared values and philosophical differences.

Keywords: Sufism, mysticism, Abrahamic religions, purification, monasticism, comparative study, divine love.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
18-11- 2024
Revised:
19-11- 2024
Accepted:
20-11- 2024
Online:
20-11- 2024

CC BY

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

1. موضوع کا تعارف

تصوف کی روایت ہر مذہب میں مختلف شکل میں پائی جاتی ہے۔ صوفیاء اور اولیاء کی اصطلاح میں تصوف سے مراد اپنے نفس کی تطہیر کرنا یعنی اپنے نفس کو غلاظتوں اور اخلاقی برائیوں سے پاک کرنا اور اپنے آپ کو اخلاقی خوبیوں سے آراستہ کرنا۔ "تصوف" دراصل پاکیزگی اخلاق، باطنی صفائی، آخرت کی فکر، دل کی پاکیزگی اور دنیا سے لاتعلقی کا نام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ صبر، تحمل، اچھے اخلاق، رواداری اور لوگوں کی خدمت کرنا تصوف کی تعلیمات میں شامل ہے۔ تصوف کے بہت سے نام ہیں: علم القلب، علم الاخلاق، احسان اور تزکیہ وغیرہ۔ قرآن اور بائبل کے لٹریچر میں اس کے لیے زیادہ تر لفظ "احسان / حیا، تزکیہ" استعمال ہوا ہے، لیکن معنی و مفہوم ان تمام ناموں کا ایک ہی ہے اور وہ ہے اپنے نفس کو "اخلاق حمیدہ" اچھے اخلاق سے آراستہ کرنا اور "اخلاق رذیلہ "بُرے اخلاق سے پاک و پاکیزہ کرنا۔

تصوف کی روایت دنیا کے تمام مذاہب میں پائی جاتی ہے۔ خاص طور پر الہامی مذاہب میں اس کی روایت زیادہ ہیں۔ الہامی یا سامی مذہب سے مراد وہ تمام مذاہب ہیں جن کا ماخذ وحی الٰہی ہے یا وہ سام بن نوح کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں۔ انہیں ابراہیمی عقائد بھی کہا جاتا ہے۔ ان مذاہب میں تصوف کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے، چاہے وہ یہودیوں کا قبالہ ہو، عیسائیوں کا رہبانیت ہو اور مسلمانوں کے اولیاء کا تصوف ہو۔ تصوف کی تعلیمات اتنی ہی قدیم ہیں جتنی نسل انسانی۔ دنیا میں نئے مذاہب وجود میں آتے رہے لیکن ان تعلیمات نے کسی نہ کسی شکل میں اپنا وجود برقرار رکھا۔ اس تناظر میں اس مقالے میں تصوف کی روایت، اس کی جڑیں، رجحانات اور اہمیت کا تقابلی انداز میں جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس ریسرچ پیپر میں تحقیق کا اسلوب تجزیاتی اور تقابلی طریقہ کار کو کوالٹیٹیو اپروچ کے ساتھ اپنایا گیا ہے۔ اس تحقیق کا مفروضہ یہ ہے کہ تصوف کے رجحانات تمام مذاہب میں پائے جاتے ہیں لیکن طریقہ کار تمام سامی مذاہب میں مختلف ہے۔

2. سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ Literature Review

تصوف کے عنوان پر بہت سے لوگوں نے کام کیے ہیں لیکن زیر نظر عنوان "الہامی مذاہب میں تصوف کی روایت: اسلامی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ" پر تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ ذیل میں چند مربوط مقالہ جات کا ذکر ہے:

2.1 برصغیر میں صوفیاء کی تعلیمات کا تنقیدی جائزہ، کنیز فاطمہ، نگران، ڈاکٹر سید علی انور، نمل اسلام آباد، 2013ء

مقالہ نگار نے اس مقالہ میں برصغیر میں صوفیاء اور تصوف کے ارتقائی مرحلے ذکر کرتے ہوئے مخصوص معاشرتی مسائل جیسے صوفیاء کی ازدواجی زندگی کیونکہ بعض صوفیاء نے عائلی زندگی کو اختیار نہیں کیا، معاشی مسائل کے حوالے سے کہ ان کا گزر بسر کیسے ہوتا تھا، معاشرے میں بہتری کے لئے عملی اخلاقی پہلو سے تعلیمات اور کردار کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اور موجودہ دور کے اعتبار سے جو مسائل درپیش ہیں ان کو بیان کیا ہے اور ان کے حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ ہمارا موضوع اس اعتبار سے مختلف ہے۔

2.2 تصوف پر دیگر مذاہب کے اثرات ایم فل، مقالہ نگار: غلام مصطفیٰ، جی سی یو، فیصل آباد، 2007ء

اس مقالہ میں تصوف پر دیگر مذاہب کے اثرات ہے ان کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں تصوف کا تعارف اور آغاز و ارتقاء کو بیان کرتے ہوئے کچھ مذاہب کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور ان مذاہب کا تصوف پر کیا کیا اثرات رونما ہوئے ہیں ان کو بیان کیا گیا ہے۔ مذاہب میں سامی اور غیر سامی مذاہب دونوں پر بحث کی گئی ہے۔ عیسائیت، یہودیت، ہندوازم، بدھ ازم جین ازم وغیرہ کے تصوف پر اثرات اور تصوف کے اثرات کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

2.3 تصوف میں شامل غیر اسلامی تصورات، ایم فل مہوش عروج، نمل یونیورسٹی اسلام آباد، 2011ء

اس مقالے میں تصوف کا مفہوم، اقسام، اصول اور تصوف کے منازل بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ تصوف میں شامل غیر اسلامی تصورات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ یہ مقالہ کسی حد تک ہمارے موضوع بحث کے قریب ہے۔ یہ مقالہ زیر نظر مقالے سے اس بناء پر مختلف ہے کہ اس میں غیر اسلامی نظریات کو برصغیر کے تناظر میں دیکھا گیا ہے اور اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب اور غیر مذاہب کے نظریات شامل ہیں۔ اور ہمارا عنوان صرف اور صرف اسلامی تصوف اور مستشرقین کے افکار کے گرد گھومتا ہے اس اعتبار سے مختلف ہے۔

2.4 پروفیسر یوسف سلیم چشتی، اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش، انجمن خدام القرآن، لاہور، 1976

اس کتاب میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے تصوف کے فکری و عملی اطوار میں ہونے والی اہم تبدیلیوں اور اس میں مختلف اوقات میں شامل ہونے والے غیر اسلامی نظریات اور افکار کی نشاندہی کی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے تصوف کی تینوں اقسام ہندی، یونانی اور اسلامی کی تاریخ جمع کر دی ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ اب اس میں بے شمار ایسے عقائد و نظریات داخل ہو چکے ہیں جن کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

2.5 پروفیسر امان اللہ بھٹی، اسلام اور خانقاہی نظام، دار لسلام، لاہور، 2008

یہ کتاب بنیادی طور پر پروفیسر امان اللہ بھٹی کی پی ایچ۔ ڈی کا مقالہ تھا جس کو پروفیسر موصوف نے دارالسلام کے پلیٹ فارم سے کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب موجودہ خانقاہی نظام کا ایک جامع جائزہ ہے۔ اس کتاب میں موجودہ خانقاہی نظام کو اسلام کے بالمقابل ایک نظام کے طور پر پیش کیا ہے اور اس سے اسلامی تہذیب وثقافت اور عقائد وعبادات شعائر ورسوم میں در آنے والی غیر اسلامی خرابیوں کو بیان کیا گیا ہے۔

3. سابقہ تحقیق میں موجود خلا Research Gap

درج بالا کتابیں اور مقالات تصوف کے حوالے سے ہیں ان میں تصوف کے آغاز و ارتقاء اور تاریخی نکتہ نگاہ پر بحث کی گئی ہے۔ الہامی مذاہب میں تصوف کی روایت پر جزوی طور پر تذکرہ ملتا ہے اس عنوان پر کوئی الگ مقالہ اور کتاب نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہٰذا یہ ریسرچ پیپر سابقہ تحقیقی کام میں موجود خلا کو پُر کرنے میں مددگار ثابت ہو گا۔

4. اسلوبِ تحقیق Research Methodology

اس ریسرچ پیپر میں تحقیق کے سلسلے میں اسلوب تحقیق تجزیاتی اور تقابلی اسلوب کو اپنایا گیا ہے۔ مقالہ کو نتائج تک پہنچنے کے لیے بنیادی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے اور ضرورت کے ساتھ ثانوی مصادر کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تحقیق کی جدید ذرائع انٹرنیٹ ویب سائیٹس، تحقیقی مقالہ جات اور علمی رپورٹس سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ مصادر اور حوالہ جات کے لئے جرنل کے رائج فارمیٹ کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

5. الہامی مذاہب اور تصوف کی روایت

مختلف مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کی روایت تمام مذاہب میں پائی جاتی ہے۔ یہ کسی مذہب کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ مذاہبِ عالم کے صوفیانہ تعلیمات اوران کے اقوال کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ تصوف اپنی ماہیئت کے اعتبار سے اس اشتیاق کا نام ہے جو ایک صوفی کے دل ودماغ میں خدا سے ملنے کے لئے اس شدت کے ساتھ موجزن ہوتا ہے کہ اس کی پوری عقلی اور

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

جذباتی زندگی پر غالب آجاتا ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صوفی اسی خدا کو اپنا مقصودِ حیات بنالیتا ہے۔ غرض دنیا کے تمام مظاہرِ فطرت اور مناظرِ قدرت میں اسے خدا ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ دنیا بھر کے مذاہب کو عام طور پر دو خانوں میں بانٹا جاتا ہے۔ ایک سامی مذاہب اور دوسرا غیر سامی مذاہب۔ سامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام کا شمار ہوتا ہے اور غیر سامی مذاہب میں ہندو دھرم، زرتشتیت، بدھ مت، جین مت اور سکھ مت وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن یہاں اس ریسرچ پیپر میں صرف الہامی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں تصوف کے رجحانات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

6. اسلام اور تصوف

دین اسلام میں ہر خشک و تر کے حوالے سے کہیں نہ کہیں مختلف انداز میں تعلیمات ملتی ہیں اور ان کے حوالے سے دینِ اسلام ہر طرح کی رہنمائی کرتا ہے۔ تصوف کی روایت اسلامی تعلیمات کا ایک اہم حصہ ہے۔ اسلامی تصوف میں جن تعلیمات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے ان میں سے چند اہم تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں:۔

1۔ اللہ تعالیٰ کی محبت

2۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع

3۔ تزکیہ نفس اپنے نفس کو فضائلِ اخلاق سے آراستہ کرنا اور رذائلِ اخلاق سے پاک کرنا

4۔ برداشت اور رواداری

5۔ خدمتِ خلق

6.1 اللہ تعالیٰ کی محبت

صوفی حضرات اپنی تعلیمات میں سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیتے ہیں وہ عشقِ حقیقی ہے۔ چناں چہ صوفی حضرات اگر زہد، تقویٰ، عبادت، ریاضت اور مجاہدے کرتے ہیں تو ان کا مقصد صرف اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ حضرت رابعہ بصریہ اپنی ایک دعا میں فرماتی ہیں:

"خدایا! اگر میں تیری بندگی جنت کے لیے کرتی ہوں تو مجھے اس سے محروم رکھنا، اگر میں جہنم کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے اس میں جھونک دینا، لیکن اگر میں تیری بندگی تجھے پانے کے لیے کرتی ہوں تو مجھے اپنے آپ سے محروم نہ رکھنا"[1]۔ اور شبلی اس حوالے سے یوں فرماتے ہیں:

"الصوفی لا یریٰ فی الدارین مع اللہ غیراللہ"[2]۔

"صوفی دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے علاوہ اور کسی چیز کو نہیں دیکھتا"۔

اور اسی بات پر قرآن وسنت میں بھی تاکید کی گئی ہے، جیسا کہ ارشادی باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾[3]۔

"اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حوالے سے ارشاد فرمایا:

"مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ ، وَأَعْطَى لِلَّهِ ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الإِيمَانَ"[4]

"جس شخص کا یہ حال ہو کہ وہ اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھے اور اللہ ہی کے لیے دے اور کسی کو کچھ دینے سے اللہ ہی کے لیے ہاتھ روکے تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا"۔

آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"رب اجعل حبك أحب إلي من نفسي و أهلي و من الماء البارد"[5]

"اے اللہ! مجھے ایسا کر دے کہ تیری محبت اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال سے اور پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو"۔

لہٰذا اسلامی تصوف میں اللہ کی محبت پر کافی زور دیا جاتا ہے۔ صوفی حضرات اللہ کی محبت کو اپنے دل میں اور اپنے مریدین کے دل میں پیدا کرنے کے لیے مجاہدے اور ریاضت کرتے اور کراتے ہیں۔

6.2 رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع

صوفی حضرات کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور آپ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کیے بغیر معرفتِ خداوندی اور نجات کا حصول ناممکن ہے۔ چناں چہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں: "اس نعمتِ عظمیٰ یعنی معرفت خداوندی تک پہنچنا سید الاولین والآخرین کی اتباع سے وابستہ ہے اور آپ ﷺ کی اتباع کیے بغیر فلاح و نجات ناممکن ہے۔

"محال است سعدی کہ راہ صفا توان رفت جز برپئے مصطفیٰ"[6]

"اے سعدی! یہ ناممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی پیروی کیے بغیر خدائی معرفت اور تصفیہ قلب حاصل ہو سکے۔"

اسی بات کو قرآن مجید میں اللہ تعالی اس انداز میں بیان فرماتا ہے:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾[7]

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ کو ان کا نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا"۔

کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو کچھ بولتے ہیں وہ وحی الٰہی ہی ہوتا ہے، چناں چہ ارشاد باری ہے:

﴿وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾[8]

"وہ خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے"۔

اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات سے رسول اللہؐ کی اطاعت کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ جب تک آپؐ کی اطاعت نہ کرے اس وقت تک اللہ کی اطاعت کا کوئی فائدہ نہیں اللہ کی اطاعت کے لیے اس کے رسول کی اطاعت شرط ہے۔ اور انسان کے ایمان کی اکملیت کی بھی شرط یہی ہے کہ تم ہر چیز کو اللہ کے رسول پر قربان کرے تب جا کر انسان کا ایمان مکمل ہوتا ہے، جیسا کہ اس بارے میں رسولِ خدا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

" لایؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین ۔"[9]

اس حدیثِ مبارکہ کے مطابق انسان کو مومن ہونے کے لیے شرط ہے کہ دنیا کے عزیز ترین رشتہ جو ہر ایک کا والدین اور اس کی اولاد ہوتی ہیں ان سے بھی زیادہ رسول اللہ کی ذات کو محبوب بنائیں پھر وہ مومن ہو سکتا ہے۔

صوفی حضرات اور مشائخِ عظام اور محققین کے نزدیک تصوف کا حاصل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا اتباعِ کامل، اس کے واسطے حق تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو یہی تصوف کی روح اور اس کی غایت ہے۔ معرفتِ خدا حاصل کرنے کے لیے معرفتِ رسولؐ کی ضرورت ہے۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی معرفت نہ ہو جائے اس وقت تک اللہ کی معرفت ممکن نہیں۔

6.3 تزکیۂ نفس

اسلامی تصوف کی تعلیمات میں سے ایک تزکیہ نفس ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾ [10]

"جس نے نفس کو پاک کر لیا وہ کامیاب اور جس نے اس کو خراب کر لیا وہ ناکام ہوا۔"

مشہور صوفی بزرگ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی فرماتے ہیں:

"انسان کا نفس دنیا میں موجود اس تناور درخت کی مانند ہے جس پر شیطان اپنی خواہشات کے ذریعے سے اس کا بیج ڈالا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہ ایک تناور درخت بن گئی۔ اگر انسان روز مرہ مصروفیات سے وقت نکال کر تقویٰ الٰہی، شب و روز کی عبادات اور حقیقی عشق خدا کی مدد سے اس شجر کو بار بار ہلاتا رہے تو ایک نہ ایک دن وہ درخت سوکھ جائے گی۔ اسی طرح انسان کا نفس بھی ان قوت سے تربیت پا سکتا ہے"[11]

صوفی حضرات جتنے مجاہدے، ریاضات اور عبادات کرتے ہیں ان کا اصل مقصد نفس کا تزکیہ اور تطہیر ہے۔

چناں چہ شاہ عبد اللطیف بھٹائی فرماتے ہیں:

"اے انسان اس دنیا میں زیادہ پڑھ لکھ کر زندگی گزارنے کا کوئی فائدہ نہیں جب تک اس کی تزکیہ نفس کی تربیت نہ ہو جائے، اگر کوئی اپنے آپ کو نفس کی غلاظتوں سے پاک وصاف کریں اور صرف ایک حرف پڑھ لے تو سمجھیں یہی انسان کامیاب ہے۔ اس علم کا کچھ فائدہ نہیں جہاں صرف تعلیم ہو مگر تربیت نہ سے عاری ہو"[12]۔

تزکیہ نفس کو اللہ نے بعثتِ نبی ﷺ کا مقاصد قرار دیا:

﴿ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴾[13]

"وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انھیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاکیزہ کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے"۔

اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ نفس تھا، کیوں کہ تزکیہ قلب وتطہیرِ نفس حاصل نہ ہو تو تعلیم وتعلم اور درس وتدریس ایک بے ثمر درخت کی مانند قرار پائیں گے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

﴿ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾[14]

"بہ تحقیق جس نے اسے پاک رکھا کامیاب ہوا، اور جس نے اسے آلودہ کیا نامراد ہوا"۔

تصوف انسان کو جن اخلاقی رزائل سے اپنے اندر کو پاک کرنے کی تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہیں: بدنیتی، ناشکری، جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، بددیانتی، غیبت اور چغلی، بہتان، بدگوئی وبدگمانی، خوشامد وچاپلوسی، بخل وحرص، ظلم، فخر، ریا ونمود وحرام خوری وغیرہ۔ جن چیزوں

سے اپنے اندر کو سنوارنے کی تعلیم دیتا ہے، وہ یہ ہیں:

اخلاصِ نیت، ورع و تقویٰ، دیانت وامانت، عفت و عصمت، رحم و کرم، عدل و انصاف، عفو و درگذر، حلم و بردباری، تواضع و خاکساری، سخاوت و ایثار، خوش کلامی وخودداری، استقامت و استغنا وغیرہ[15]۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن و سنت کا بیشتر حصہ ان ہی اخلاقی رزائل سے بچنے اور اخلاقِ حسنہ سے اپنے آپ کو مزین کرنے کی تعلیم دیتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ بِأَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ"[16]

"جو بُرے قول اور بُرے عمل کو چھوڑے بغیر بھوکے پیاسے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ایسے بھوکے پیاسے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔

7. یہودیت میں تصوف کی روایت

تاریخی لحاظ سے یہودیت دنیا کے بڑے مذاہب میں سے ایک ہے جس کی نسبت پیغمبر حضرت موسیٰؑ کی طرف دی جاتی ہے۔یہ ابراہیمی مذاہب میں سے ایک بڑا توحیدی مذہب ہے جس کے پیروکار بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔

ابتدائی زمانوں سے ہی روحانی تجربات یہودیت کا خاص جزو رہے ہیں۔ توریت میں بہت سی ایسی کہانیاں بیان ہوئی ہیں جو روحانی تجربات پر مبنی ہیں۔ انبیاء پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے وہ مصدقہ خواب دیکھتے اور حیران کن مکاشفوں کا ان پر نزول ہوتا ہے۔روحانی تجربات کی یہ روایت آگے چل کر قبالے کی شکل اختیار کر گئی۔ جس نے یہودی نسل کو موسوی شریعت کی سنگلاخ معروضیت سے گریز کا راستہ فراہم کیا۔ تاہم ملحوظ خاطر رہے کہ قبالائی نظریہ معرفت کے بارے میں یہودی مذہب میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض یہودی اس کو بہت زیادہ سنجیدگی سے لیتے ہیں۔ ہسیدی یہودیت اس کی اہم مثال ہے۔ ہسیدی یہودیت جس کا بانی اسرائیل بن ایلی آزر ہے، کہ ابتدائی مشرقی یورپ میں ہوئی[17]۔

یہودی تصوف نے "قبالہ" Kabbalah کے نام سے شہرت پائی۔ یونانیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے یہاں بھی تصوف کی روایات زمانہ قدیم سے ملتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس کی پہلی تباہی کے بعد بابل کی اسیری کے زمانے میں جبکہ قوم اپنے ضعف و انحطاط کی انتہاء تک پہنچ چکی تھی اور یہی زمانہ تصوف کے عروج کا زمانہ ہوتا ہے۔ ان میں بھی کچھ کچھ باطنیت کے آثار نمودار ہونے شروع ہوگئے۔ لیکن حقیقی تصوف ان میں اس کے بعد جا کر آیا جب ان کے مذہبی پیشواؤں نے اسکندریہ میں یونانی فلسفہ کا مطالعہ کیا[18]۔

قبالائی تفکر کی بہت ساری خصوصیات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں عرفان کا تعلق فرد کی ذاتی جدوجہد، مجاہدات، عبادات اور استغراق سے نہیں۔ عام عرفانی سلسلوں میں اصل بصیرت کا انحصار الہامی صحیفوں پر نہیں ہوتا۔ عارف بالعموم اپنا راستہ خود تلاش کرتا ہے ۔ قبالہ روایت کے حامی اس کے برعکس راہ حکمت کو توریت میں تلاش کرتے ہیں، جو کوہ سینا پر حضرت موسیٰ کو تفویض کی گئی۔ مختلف زمانوں، خصوصاً قرون وسطیٰ کے دوران قبالہ کے ماہرین، صحائف میں سے نئی روحانی تعلیمات کی دریافت کا دعویٰ کرتے رہے ہیں۔

یہ بات طے ہے کہ قبالے کا تصور خدا وہی ہے جو راسخ العقیدہ یہودیت میں رائج ہے۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ کائنات کے اندر موجود ہر چیز خدائے واحد کی تخلیق ہے تاہم قبالائی فکر کے مطابق ذات حق کی دو ممیز جہات ہیں۔ پہلی جہت اس کی قدرت مطلق ہے۔ جس کا ادراک جوہری طور پر ایک عام انسان کے بس میں نہیں۔ خدا کی یہ ماورائی جہت اس کی برتر طاقت اور اختیار مطلق کی آئینہ دار ہے۔ یہ جہت اس قدر وسعت کی حامل ہے۔ کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ذات حق کی دوسری جہت سیفیراٹ کی جہت ہے[19]۔

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

یہودیت میں بھی یہ عقیدہ ہے کہ ذات حق ان کو انسان کی ظاہری اور باطنی دونوں سطحوں پر انسان کی فلاح اور ترقی کے لیے استعمال میں لاتی ہے۔ خدا اس وقت رحمت و برکت کو روک لیتا ہے جب انسان غیر اخلاقی راستے پر چلنے لگتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی انسانی معاشرہ اخلاقی تنزل کا شکار ہو جاتا ہے۔ تو خدا سیفیراٹ کی بعض انعامی برکات کو واپس لے لیتا ہے اور معاملات زندگی میں انسان کو استعانت سے محروم کر دیتا ہے۔

7.1 توریت

توریت کو قبالہ کا نقطہ آغاز سمجھا جاتا ہے۔ توریت میں عبرانی بائبل کی پانچ کتابیں ہیں اور اس لیے اسے پینٹاٹیوخ کا نام دیا گیا۔ ان پانچ کتابوں کا نام: باب پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثنا۔ عام خیال یہی ہے کہ توریت سینائی کے پہاڑ پر حضرت موسیٰؑ کو مرحمت ہوئی۔ وہ اسے لے بنی اسرائیل کی طرف آئے۔ توریت کے ماخذ کی یہ تسلیم شدہ کہانی ہے۔ یہودی عبادت گاہوں اور یہودی فکریات میں اس کو مرکزی عقیدے کی حیثیت حاصل ہے۔ بالخصوص جب اسے ہاتھ سے لکھی ہوئی دستاویزات کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔

توریت کے سلسلے میں مسئلہ یہ تھا کہ یہ یہودی قوم کے رسم و رواج اور زندگی کرنے کی ہدایات کے بارے میں جامع نہیں تھیں۔ اس کے لیے تشریح کا ایک سلسلہ چل پڑا، جس کو زبانی قانون کا نام دیا گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ زبانی قانون کو تحریری شکل دی جائے۔ یہ کام دوسری صدی عیسوی میں مکمل ہوا اور اسے مشنہ کا نام دیا گیا۔ پھر اس میں تشریح و تجزیے کا وہ کام جو بابل اور یروشلم میں قبل ازاں ہو چکا تھا شامل کر لیا گیا۔ یہ مجموعہ تالمود کہلایا[20]۔

چونکہ یہودی روایت کی عارفانہ تحریروں اور افکار کا زیادہ حصہ توریت سے آغاز پاتا ہے اس لیے قبالے پر زیادہ تر کام جوہری طور پر توریت پر تبصروں کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ ان تبصروں کی کلیات کو "زوہار" کا نام دیا جاتا ہے۔

7.2 زوہار

یہودی تصوف کی سب سے اہم کتاب "زوہار / زھار" ہے [21]۔ کتاب زوہار میں ہے کہ تورات کی روح در حقیقت اس کے باطنی معنوں میں پوشیدہ ہے۔ انسان ہر مقام پر خدا کا جلوہ دیکھ سکتا ہے، بشرطیکہ وہ تورات کے ان باطنی معانی کا راز جان سکیں اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے میں لگ جائے[22]۔

زوہار کسی ایک کتاب کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سی کتابیں شامل ہیں۔ کچھ آرامی زبان میں تحریر شدہ اور کچھ عبرانی میں۔ اس مجموعے کا مرکزی حصہ توریت کی پانچ کتابوں کے تجزیے پر مشتمل ہے۔ اس میں انسانی روح کی نوعیت، خدا کی ذات اور تخلیقی عمل پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ حصوں میں خیر و شر کے معاملات پر گفتگو بھی ملتی ہے۔ یہ سوال بھی اٹھایا جاتا ہے کہ زوہار کس کی تصنیف ہے لگتا ہے کہ یہ کتاب سب سے پہلے اسپین میں قرون وسطیٰ کے دوران لکھی گئی لیکن اس انداز میں لکھی گئی ہے کہ معلوم ہو کہ یہ بہت پہلے کی تصنیف ہے جو انبیاء اور مفکرین نے دوسری صدی کے لگ بھگ پایہ تکمیل کو پہنچائی۔ "زوہار" کی زبان نہایت پیچیدہ ہے۔ معمول کی زبان میں ہرگز نہیں۔ موسیٰ آف لیون نے اس سے پہلے پہل اس دعوے کے ساتھ شائع کیا کہ اس کو ازمنہ قدیم کے عارفوں نے تحریر کیا تھا[23]۔

راسخ العقیدہ یہودیت میں زوہار کو اہم کتاب مانا گیا ہے۔ عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ بہت ابتدائی دور میں لکھی گئی تھی اور یہ کہ خود لیون کی یہ تحریر ہرگز نہیں۔ بہ ایں ہمہ اس دعوے کو مسترد کرنے والے بھی بہت ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں شامل تحریریں پہلے زبانی روایت کا حصہ تھیں۔ لیون نے ان کو تحریری شکل دی۔ بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے بھی نظر آتے ہیں کہ اس کام کی تکمیل

میں لیون کے علاوہ کچھ اور عارفین بھی یقیناً شامل تھے۔

7.3 دس صیفیراٹ[24] کا نظریہ Sefirot/ sephiroth

قبالہ میں دس صیفیراٹ صفات وجہات حق تعالیٰ کا ذکر آیا ہے۔ قبالہ کے مطابق تخلیق کے عمل میں خدا کی لامتناہی روشنی کا درمیانی مراحل کے ذریعے اشراق ہوا تاکہ لامتناہی سے متناہی کو تخلیق کیا جا سکے۔ خدا زوہار کے مطابق قبل از تخلیق عالم اپنی ذات میں ہیئت، لامتنہیٰ اور نامعلوم تھا۔ یعنی معلومات کے دائرے سے باہر تھا۔ وہ مکمل طور پر پوشیدہ تھا کہ جس تک انسانی فہم کی رسائی ناممکن تھی۔ اس کی یہ حالت عین سوف کی حالت تھی[25]۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ہر صیفیراٹ کا تعلق انسانی جسم کے مختلف اجزاء Organ سے ہے۔ انسانی جسم صیفیراٹی ڈھانچے کی اناٹومی کے مطابق ہے۔

کتاب "عرفان و تصوف" کے مطابق صیفیراٹ تین گروہوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلا گروہ ذہن کی صورت ہے۔ دوسرا گروہ قلب کی داخلی جذبی قوتوں کا ظاہر کرتا ہے۔ یہ کسی چیز پر کام کرنے سے پہلے کی کیفیت کا ترجمان ہے۔ اسے ٹفریٹ کا نام دیتے ہیں۔ تیسرا کا گروپ خود عملی کی صورت میں رونما ہوتا ہے یعنی یہ کرداری خصوصیات کا مجموعہ ہے۔ اسے یساڈ لکھا گیا ہے۔ یہ بھی جذبات کی ہی صورتیں ہیں، جو صرف کردار میں ہی ظاہر ہوتی ہیں۔ آخری نکتہ میلچٹ کو اس آخری گروپ کا ضمیمہ قرار دیا گیا ہے۔ اسے بعض اوقات آزاد اکائی کی حیثیت بھی دی جاتی ہے، جو قبل قوتوں کی تحصیل کرتی ہے آپ یوں سمجھ لیجے کہ میلچٹ روح کے تمام تجربے کا ماحصل ہے[26]۔

ایک تسلسل کی صورت میں صیفیراٹ تخلیق کے مختلف مراحل کی نشاندہی کرتی ہیں جن کے ذریعے خدا نے اپنی لامتناہی ذات کے مرکز سے ہستی کی متنوع دنیاوں کو نزولی انداز میں پیدا کیا۔ کوئی بھی صیفیراٹ ایک مشترکہ وجودی گروپ یا ایک واحد مابعد الطبیعی ڈھانچے کے اجزائے ترکیبی کو تشکیل دیتا ہے، جس کے آثار تمام سطحوں اور تخلیق کی تمام جہات کے اندر شناخت کیے جا سکتے ہیں۔ ہر صیفیراٹ کے خالص عملی ڈھانچے کے عقب میں خفیہ محرکاتی قوت موجود ہے جس کو زیادہ انداز میں اس وقت سمجھا جا سکتا ہے جب اس کا روح کی کسی متعلقہ روحانی نفسیاتی قوت سے موازنہ کی جائے۔

خدائے متعال کے متعلق بائبل میں آیا ہے کہ دنیا انصاف اور رحم و کرم پر کھڑی ہے۔ ہر چیز کا فیصلہ انسان کے اعمال پر منحصر ہو گا۔ اگر "مقدس" کی عظمت کا روشن ہالہ تمام مخلوقات پر نہ پڑتا تو کسی صاحب حکمت و دانش کے لیے بھی یہ ناممکن ہوتا کہ اسے پہچان سکے۔ وہ حسب سابق نامعلوم ہی رہتا۔ یہ لفظ نہ کہے جا سکتے کہ پوری زمین اس کی شان سے لبریز ہے[27]۔

برا ہو اس وہ شخص ہے جس نے خدا کو کسی ایک صفت سے پہچانا، خواہ وہ صفت خدا کی اپنی ہی کیوں نہ ہو۔ انسانی صفت و ہیئت کی تو کوئی حیثیت نہیں جس کی بنیاد مٹی اور دھول میں ہے[28]۔ اور جس کی مخلوقات ناتواں اور نحیف ہیں۔ جلدی ہی فنا ہو جاتی ہیں اور فراموش کر دی جاتی ہیں۔ ربائی سمئن نے بائبل کا حوالہ اس طرح دیا ہے۔ "تمھارا آقا و مالک یعنی خداوند جلا دینے والی آگ ہے[29]۔ پھر فرمایا گیا۔ لیکن تم، جو خداوند اخدا سے جڑے ہوئے۔ تم زندہ ہو، تم میں سے ہر ایک آج بھی زندہ ہے[30]۔

حواریوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ ایک ایسی آگ کا وجود ہے جو باقی سب قسم کی آگوں سے افضل ہے جو دوسری ہر شے کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ اگر ہم اس سلسلہ تفکر جاری رکھیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو خداوند خدا کی مقدس یکتائیت کا راز جاننا چاہتا ہے اس کو جلتے ہوئے کوئلے یا جلتی ہوئی شمع پر غور کرنا چاہیے۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

اس لیے موسیٰؑ نے فرمایا: "اے بندے تیرا خدا جلا دینے والی آگ ہے"۔ وہ آگ جو ہر اس چیز کو جلا دیتی ہے جو اس کے نیچے ہے۔ اس وجہ سے اس نے "تیرا خدا" کہا۔ ہمارا خدا نہیں۔ موسیٰؑ خود تو سماوی نور کی فضا میں کھڑا تھا جو جلا تا ہے۔ نہ تباہ کرتا ہے[31]۔

یہودیوں کے ہاں ظاہری رسوم کی پابندی پر زور دیا گیا ہے۔ یونانی اثرات کے تحت یہودی مذہب میں جس تصوف نے جنم لیا۔ اس کا بہترین نمائندہ حکیم فیلو ہے۔ حکیم فیلو کو یہودی تصوف کی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس نے مذہب اور فلسفہ میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی۔

ورثہ اسرائیل کے مطابق عہد عتیق میں صوفیانہ خیال موجود نہ تھے لیکن یہ بات قرین قیاس نہیں ہے اس لیے کہ عہد عتیق کی تحریروں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کوئی مذہب اور عقیدہ انسان کی داخلی واردات اور متصوفانہ کیفیات سے تہی نہیں رہا عہد عتیق کے نوشتوں میں انبیاء اسرائیل کی ایسی داخلی واردات کا ذکر موجود ہے جن کی بنیاد پر یہودیوں کے یہاں تصوف کی روایت قائم ہو چکی[32]۔

مسلمان صوفیاء اور حکماء بلخصوص حلاج، ابن عربی اور غزالی حکیم فیلو سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اس طرح ہر یکلیٹس ق م 475 Heraclitus-583 کے نظریات بقول کورن فولڈ یہ ہے:

"Ancient Greek naturalists had a mystical reaction against materialism" [33]

"قدیم یونانی فطرتی فلسفیوں کی مادیت کے خلاف ایک صوفیانہ ردِ عمل تھے"[34]۔

اس نے خارجیت کے مقابلے میں داخلیت پر زور دیا اور نفس کے اندر ڈوب کر حقیقت کو پانے کا درس دیا یہودی صوفیاء نے اپنے اپنے حلقے اور سلسلے قائم کر رکھے تھے جہاں مخصوص لوگوں کو خفیہ طور پر تصوف کی تعلیم دی جاتی تھی۔ لیکن یہودی تصوف نے اخلاقی اقدار کی ترویج میں کوئی حصہ نہ لیا اس لیے کہ اس کا مرکز انسان کبھی نہ رہا یہ تصوف زیادہ تر خدا کی ذات تک محدود رہا۔ انسان اور کائنات اس کے موضوع میں شامل نہ تھے۔

تورات کی شریعت ہر بنی اسرائیل کے لیے کھلی تھی لیکن تورات کے باطنی معانی صرف خواص تک محدود ہو کر رہ گئے۔ چنانچہ کتاب مشناہ میں ہے کہ: کتاب پیدائش کے باطنی معانی کی تعلیم ایک وقت میں ایک سے زیادہ آدمیوں کو نہیں دی جانی چاہیے اس کی سخت ممانعت ہے اور کتاب حزقیل کے پہلے باب کی تعلیم تو ہر کسی آدمی کو نہیں دینی چاہیے تاوقتیکہ اس نے مقامِ ولایت حاصل نہ کر لیا ہو۔

ان کا عقیدہ یہ تھا کہ تورات کے اصل معانی کی تعلیم اس کے الفاظ سے نہیں مل سکتے۔ ان کی گہرائیوں تک پہنچنے کا ایک اور طریقہ ہے جو عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ وہ کہتے تھے کہ عبرانی زبان کے حروفِ ابجد میں عجیب و غریب تاثیر ہے اور انھیں خاص خاص طریقوں سے اکٹھا کرنے اور دہرانے سے تورات کے الفاظ کے باطنی معانی معلوم ہو جاتے ہیں[35]۔

ان حروف اور اعداد کا باطنی علم علمِ حقیقی ہے اور اس سے انسان پر اسرار و رموزِ کائنات اور تورات کے حقیقی مفہوم کی راہیں کھلتی ہیں۔ جس پر یہ راہیں کھلتی ہیں اس سے عجیب و غریب کرامات صادر ہونے لگ جاتی ہیں۔ چنانچہ ان کے "ربانی صوفیوں" کی شعبدہ بازیوں کے عجیب عجیب قصے مشہور ہیں۔ مثلاً: یہ کہ وہ سبت کی شام کو موزِ کائنات کے حل کرنے میں مصروف ہوتے، بھوک لگتی تو ایک تین سالہ بچھڑا نمودار ہو جاتا جسے وہ کھا جاتے وغیرہ۔

ان کے یہ ارباب تصوف اپنے ہاں کی الہامی کتابوں کی تاویلات اپنے ذاتی مکاشفات سے کرتے اور خوابوں کی تعبیر سے زندگی کے مسائل حل کرتے ہیں اور آنے والے واقعات کی خبریں دیتے ہیں۔ جب عیسائیت کا ظہور ہوا تو یہ تصوف یہودیوں میں عام تھا۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

8. عیسائیت میں تصوف کا تصور

مذاہبِ عالم میں عیسائیت کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ موجودہ دور میں سیاسی و معاشی طور پر سب سے زیادہ مستحکم مذہب نظر آتا ہے۔ دنیا کی تیس فیصد آبادی اس مذہب سے تعلق رکھتی ہے اس اعتبار سے یہ مذاہب بلحاظ آبادی دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ یہودیت اور اسلام کی طرح یہ بھی در حقیقت ابراہیمی مذاہب کی ہی ایک شاخ ہے۔ جس کے ماننے والے عیسائی اور مسیحی کہلاتے ہیں۔ عیسائیت کی ابتداء اس وقت ہوتی ہے جب سے حضرت عیسیٰؑ کو نبوت ملی۔ حضرت عیسیٰؑ کو نبوت تیس سال کی عمر میں ملی۔ عیسائی مذہب کے ماننے والے حضرت عیسیٰ علیہ والسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے خود کو عیسائی کہتے ہیں۔

عیسائیت میں تصوف کی بنیاد بابلی اور مصری تہذیب کی وجہ سے ہے۔ عیسائیت کا ابتدائی دور در حقیقت تصوف ہی کا دور تھا۔ بعد میں عیسائی صوفیاء نے یوحنا کی انجیل کے صوفیانہ تصورات کو اپنایا۔ عیسائی تصوف کی تاریخ میں پہلی اور اہم شخصیت کلیمنٹ Clement 216ھ-150 نے ایمان اور روحانیت پر زور دیا۔ دوسرے اہم عیسائی صوفی آگسٹائن 354-430 کی اہم کتاب Confessions اپنے عہد کی مذہبی زندگی کی بہترین ترجمانی کرتی ہے[36]۔

عیسائیت میں راہِ تصوف یا عرفان کی مختلف تعلیمات اور منازل معین ہیں۔ ان تعلیمات اور منازل پر عمل پیرا ہونے سے انسان تصوف اور عرفان کی منازل طے کر سکتے ہیں۔ ان اہم تعلیمات اور منازل میں سے کچھ درج ذیل ہیں:۔

8.1 نفس کی تربیت

خواہشات نفس انسان کو دنیا و آخرت میں تباہ کر دیتی ہے۔ تمام مذاہب میں خواہش نفس پر قابو رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اسی طرح دین عیسائیت میں بھی بہت تاکید ہے کہ خواہش نفس کے پیچھے نہ چلے بلکہ نفس کو اپنے کنٹرول میں رکھے۔ اس حوالے سے حضرت مسیح سے منسوب ہے:

> ”جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی تو وہ دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔ پس اگر تیری داہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لیے یہی چیز بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہا اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے“[37]۔

8.2 عبادت اور توبہ کی تلقین

عبادت اور توبہ یقیناً ایک ایسا کلیدی عمل ہے جو تمام مذاہب میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ مذہبی روایت کے مطابق عبادت اور توبہ کے لیے دن کے اوقات مقرر کر دیئے جاتے ہیں جن میں عبادت کی جاتی ہے۔ اوقات کے مطابق عبادت اور توبہ کی عادت بنانا عارفانہ تربیت کا حصہ ہے۔ دین مسیح میں تعلیماتِ تصوف میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں توبہ پر زور دیتا ہے، جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے توبہ اور استغفار کرنے کی بہت تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

> ”بنی نوعِ انسان اپنے سے سرزد ہوئے گناہوں اور لغزشوں کو اللہ کے بارگاہ میں استغفار کر کے ان کو مٹا سکتا ہے“[38]۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر نبی نے انسان کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کا نسخہ کیمیا توبہ ہی بتایا ہے۔ توبہ سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور جنت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا:

> ”آسمان کی بادشاہت قریب پہنچ گئی ہے لہٰذا توبہ و استغفار کو اپنا شیوہ بناؤ“[39]۔

لہٰذا ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں عبادت ہوتی ہے اور ان تمام مذاہب میں توبہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

8.3 رہبانیت اور ریاضت

رہبانیت وہ نظریہ ہے جس کے مطابق انسانی جسم شر کا منبع اور اس کی روح پاک اور مقدس ہے۔ اس نظریے کی رو سے انسان اپنی جسمانی ضروریات اور خواہشات کو زیادہ سے زیادہ کچل کر روحانیت کے اعلیٰ مراتب تک پہنچ سکتا ہے، رہبانیت کا تصور عیسائیت کے علاوہ قدیم زمانے کے بیشتر مذاہب مثلاً ہندو مت اور بدھ مت میں بھی ملتا ہے، جبکہ اسلام اس کو ناپسند کرتا ہے[40]۔

حضرت عیسیٰؑ کے بعد دو سو سال تک عیسائیت رہبانیت سے ناآشنا تھی مگر اس کی پسندیدگی شروع ہی سے ان کے اندر پائی جاتی تھی۔ مسیحی علماء نے اسکا طریقہ کار اور فلسفہ ہندو جوگیوں اور بدھ مذہب کے بھکشوؤں، قدیم مصری فقراء، ایران کے مانویوں اور افلاطون اور فلاطینوس کے پیروکاروں اشراقیوں سے اخذ کیا اور اسی کو قربِ الٰہی اور تزکیہ نفس کا ذریعہ سمجھا۔ تیسری صدی سے ساتویں صدی عیسوی تک مسیحیت کے بزرگ ترین پیشوا رہبانیت کے زبردست علمبردار تھے۔ تاہم اسکا آغاز مصر سے ہوا۔ سینٹ اینتھونی پہلا مسیحی راہب قرار دیا جاتا ہے اسی نے پہلی مرتبہ خانقاہیں تعمیر کیں۔ عیسائی راہب اپنے جسم کو سخت اذیتیں دے کر ریاضتیں کرتے تھے۔ زندگی کی آسائشوں سے گریز کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کھانا صرف اتنا کھایا جاتا ہے کہ بنیادی صحت قائم رکھی جا سکے۔

مسیحی مذہب دراصل رہبانیت کا مذہب ہے اس میں انسان کی تمدنی زندگی کے لیے کوئی دستور العمل، شریعت اور قوانین و ضوابط نہیں ہے۔ آسمانی بادشاہت میں داخل ہونا مسیحیت کا مقصد ہے اور اس کے لیے انسان کو دنیوی ساز و سامان سے مکمل اجتناب کیا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ مسیحیت کا اصول یہ ہے کہ انسان ایک وقت میں دین و دنیا میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ آسمانی بادشاہت کا دروازہ اس وقت کھل سکتا ہے جب وہ مسیحی دینی تعلیم حاصل کرے[41]۔

عیسائی تعلیمات کی رو سے قرب خداوندی درکار ہے تو شادی سے پرہیز، مال و دولت سے دوری اختیار، دنیا سے قطع تعلق، بھوکا پیاسا، برہنہ رہنا، دنیا کی لذتوں سے اپنے آپ کو دور رکھنا ضروری ہے۔ عیسائی پادری اور راہبائیں شادی نہیں کرتی ہیں ان کا ماننا ہے کہ غیر شادی شدہ لوگ رضائے الٰہی اچھے طریقے سے حاصل کر سکتے ہیں۔ جب کہ شادی شدہ لوگ اپنی بیویوں کی رضامندی کے زیادہ خواہش مند ہوتے ہیں۔

8.4 خیرات و صدقات کی تاکید

عیسائیت میں تصوف یا عرفان کی مختلف تعلیمات اور منازل موجود ہیں۔ ان میں سے ایک خیرات و صدقات ہے۔ جیسا کہ انجیل میں اس حوالے یوں تحریر ملتی ہے:

"ایک دولت مند شخص حضرت مسیحؑ کے پاس آیا اور پوچھا: اے نیک استاد! میں کون سا نیک کام کروں کہ ہمیشہ زندگی پاؤں؟ آپؑ نے جواب دیا: اگر تو کامل ہونا چاہے تو جا کر سب کچھ تیرا ہے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا۔ تب آ کر میرے پیچھے ہولے"[42]۔

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا:

"دنیا کیڑے مکوڑے رہنے کی جگہ ہے اس لیے یہاں اپنے لیے مال و دولت اکٹھا نہ کیا کرو جو کیڑے مکوڑوں کی خوراک بن جاتے ہیں اور اگر کیڑے نہ لگے تو چور اسے چرا لے گا۔ اس لیے مال و دولت جمع کرنا ہے تو ایسی جگہ جمع کرو جہاں نہ کیڑے لگتے ہیں اور نہ چور وہ جگہ آسمان ہے"[43]۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

الغرض دین عیسائیت کی تعلیمات توحید، رسالت اور دوسرے عقائد اور اخلاقیات اعمال صالح پر مبنی تھیں۔ انھوں نے کوئی نیا دین یا نئی شریعت پیش نہیں کی تھی۔ ان کی دعوت موسیٰؑ کے دین کی تکملہ و تتمہ تھا۔ لیکن بعد میں آنے والے ان کے پیروکاروں نے اپنی مرضی سے دین عیسائیت کے احکامات کو تبدیل کیا۔

حواریوں میں سے ایک حواری کہتا ہے کہ

"جس بات کا تم نے مجھ سے سوال کیا اس کے بارے میں یہی کہوں گا کہ مرد کی خوبی یہ ہے کہ وہ عورت کو نہ چھوئے"

آگے کہتا ہے "کہ میں غیر شادی شدہ اور کنواروں سے کہتا ہوں کہ وہ بھی میری طرح اس کنوارے پن کے لباس کو ہمیشہ پہنے رہیں" [44]۔

روحانی ارتقاء کا یہ زینہ ایک ایسی منزل کی طرف لے جاتا ہے کہ جس میں ذاتی استغراق اور تفکر کی مشقوں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ یسوع مسیح کی زندگی کی مثال پر غور کیا جاتا ہے اور خدا کی ذات نفس کے احوال کو مرکوز کیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں چونکہ عارفانہ تجربے سے آگاہ ہی عارفین کی بیان کردہ روداد سے ملتی ہے۔ اس لیے ہمیں ان کے مکمل تجربے کی نوعیت کو جاننے کے لیے ان پر ہی انحصار کرنا پڑتا ہے۔ مسیحیت کے اندر روحانی تجربے سے مراد دنیا سے دست بردار ہونے کا عمل ہے، جیسا کہ دوسری مذہبی روایات میں بھی ہے۔ طالب ان رشتوں سے منقطع ہونے کی کوشش کرتا ہے جو اس کی زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ وہ زندگی کی مادی اور نفساتی لذتوں سے الگ ہو کر روح القدس کی قوت پر استغراق کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو اپنی توجہ کا مرکز بنالیتا ہے۔ یہ کام کبھی آسان نہیں رہا۔ دنیا سے خود الگ کرلینے اور روحانی منازل طے کرنے کے فوائد بے پناہ ہیں۔

تھامس اے کیمپس Thomas A kempis نے اپنی کتاب The Imitation of Christ میں ان فوائد پر تفصیل سے بات کی ہے۔ اس عمل کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ

"اس عمل کی سالک عقلی تفہیم تو نہیں کر سکتا ہے لیکن اس کا عملاً حصول بہت مشکل ہے۔ دنیا سے دست بردار ہونے کے لیے مختلف تراکیب سے کام لیا جاتا ہے۔ ان میں سے مرکزی حیثیت مراقبہ اور گیان دھیان کی ہے [45] ۔

آرتھوڈاکس مسیحیت کے دائرے میں گیان دھیان کا ایک مذہبی حیثیت کا حامل مستند کردار ہے جس میں معروضی طور پر کوئی متبرک نشان کوئی تصویر یا بائبل کا کوئی جملہ یا بات ہو سکتی ہے۔ سالک کسی مجرد شے جیسے خیر یا مسیحی فضیلت پر بھی ذہن کو مرکوز کر سکتا ہے۔ وہ یسوع مسیح یا کنواری مریم کو روحانی مثالوں کے طور پر فکر اور دھیان کا مرکز بنا سکتا ہے۔ مجموعی طور پر گیان دھیان اور مراقبہ دونوں ذہن کو ساکن کرنے کے لیے استعمال میں آتی ہیں تا کہ سالک معاملات دنیا سے منقطع ہو کر صرف خدا سے وابستہ ہو سکے۔

مسیحی عارفوں کی حیات اور افکار جو اس موضوع سے مربوط ہے ان میں سے چند اہم عرفاء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

8.5 ڈائیونی سیئس Dionysius[46]

یہ سینٹ پال کے ایتھنز کے سفر کے دوران اس کا قریبی مسیحی ساتھی تھا اور یہ کئی کتابوں کا مصنف تھا۔

ایک کتاب کا نام The Divine Names[47] ہے اور دوسری کتاب کا نام The Mystical Theology [48]۔ شواہد سے پتا چلتا ہے کہ اس نے یہ کتابیں اپنے روحانی تجربے کی بنیاد پر تحریر کیں کیونکہ وہ نہ صرف ماہر الٰہیات اور فلسفی تھا بلکہ ایک عارف تھا[49]۔

ڈائیونی سیئس خاص طور پر عرفان کے تنزیہی طریق کار کے لیے مشہور ہے جو کہ بقول اسٹیس روحانی تجربے کا بنیادی طور پر منفی

رخ ہے۔ روحانی تجربے میں منفی رخ خلا، عدمیت اور ناموجودیت کی نشاندہی کرتا ہے اس کے الٹ مثبت رخ میں حقیقت مطلق یا خدا سے اتحاد اور وصال کا تجربہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔[50] ڈائیونی سئیس تنزیہی منہاج کی انتہا کو چھوتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ خدا کے ساتھ کوئی صفت لگائی نہیں جاسکتی۔ کوئی لفظ اس کے بارے میں استعمال نہیں کیا جاسکتا۔یعنی کسی لفظ میں اتنی سکت نہیں کی خدا کی حقیقت کو بیان کر سکے۔ وہ خدا کو مکمل تاریکی کا نام دیتا ہے۔ نہ وہ عدد ہے اور نہ ہی کوئی تنظیم۔ نہ وہ برتر ہے اور نہ ہی کم تر۔ نہ وہ مساوی اور نہ ہی غیر مساوی۔ وہ غیر متحرک ہے نہ ہی حرکت میں۔ وہ ساکن بھی نہیں۔ وہ واحد بھی نہیں اور نہ ہی کثیر۔ وہ خیر ہے نہ ہی اس کے الٹ۔ وہ غیر موجود نہیں لیکن وہ وجود بھی نہیں رکھتا۔

ڈائیونی سئیس اس فکر میں سرگرداں نظر آتا ہے کہ کیا خدا کی ذات پر مثبت اور منفی الفاظ دونوں طرح سے منطبق کیے جاسکتے ہیں؟ دوسرا قابل غور سوال یہ ہے کہ اگر ہم خدا کے لیے مثبت الفاظ بروئے کار نہیں لاسکتے تو کیا منفی الفاظ استعمال میں لائے جاسکتے ہیں؟ اس کے کتاب کے بعض اقتباسات اگر ایک نقطہ نظر کی حمایت کرتے ہیں تو بعض دوسرے اقتباسات دوسرے نقطہ نظر کی۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی نقطہ نظر قابل مدافعت نظر نہیں آتا۔

8.6 میسٹر ایکارٹ Meister Eckhart[51]

دوسرا مسیحی عارف جس کے بارے میں ہم ذیل میں بات کریں گے۔ میسٹر اایکارٹ ہے، جو 1260ء میں جرمنی میں پیدا ہوا۔ اوائل عمر میں وہ ڈومینیکن تنظیم میں شامل ہوا۔ اس نے روحانی ترقی کی منازل تیزی سے طے کیں اور جلد ہی اس تنظیم کا بوہیمیا اور سیکسونی کا سربراہ بن گیا۔ اس کی وفات 1328ء میں ہوئی۔ اپنی زندگی میں ہی اسے ایک سرکردہ اور طاقت ور شخصیت کے طور پر تسلیم کرلیا گیا تھا۔ وہ دوسرے تمام مسیحی عارفین کے مقابلہ میں زیادہ حقیقت پسند اور گہرے فلسفیانہ افکار کا حامل تھا۔ اس کی خالصیت اور آزردہ روی نے اسے مصائب میں مبتلا بھی کیا[52]۔

ایکارٹ Eckhart کے افکار کی ہندومت اور بدھ مت کے سری تصورات سے گہری مماثلت کی نشاندہی کی جاسکتی ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ ہندی اور بدھ سری روایتوں سے کلی طور پر ناواقف تھا اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ اس کا ذہنی تناظر کبھی مسیحیت کے دائرے سے باہر نہیں نکلا۔ ایکارٹ کا اپنا ذخیرہ الفاظ اور فیروز ہیں جن سے ایکارٹ کے مطالعہ سے پہلے واقفیت از حد ضروری ہے۔ اس فیروز کو اس نے مختلف انداز میں استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد بقول اسٹیس عارفانہ شعور کا حصول ہے۔ ایکارٹ جب اس زبان کو استعمال میں لاتا ہے تو اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ وہ اپنی عارفانہ واردات کی تشریح مسیحی عقیدے کی حدود میں رہ کر کر رہا ہے۔ وہ یہ ظاہر بھی کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس مقام پر کھڑا ہے جہاں سینٹ پال کھڑا تھا یعنی جہاں سینٹ پال نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں زندہ ہوں لیکن نہیں ہوں۔ میرے اندر دراصل مسیح زندہ ہے۔ روح کے اندر مسیح کی پیدائش سے مراد اس باطنی روحانی شعور کی نشاندہی ہے جو عارفانہ واردات کے نتیجے میں برآمد ہوتی ہے۔ میسٹر ایکارٹ روح کو کمال تک پہنچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے اس حوالے سے کہتا ہے:

> “If we want to know what is the highest perfection of soul and how we can reach it. So the method is that we leave our outer self and enter into our inner self. The way to reach it is the well-known technique of Arifana Mujahideen. That is, we should empty our consciousness of all empirical texts. Experiential texts refer to sensations, simulations and thought processes. Eckhart writes in one of his sermons. If you want to experience this heavenly birth, you have to stand out from the crowd[53]. "

اگر ہم یہ جاننا چاہیں کہ روح کا اوج کمال کیا ہے اور ہم اس تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے خارج کو چھوڑ کر اپنے باطن میں داخل ہو جائیں۔ اس تک پہنچنے کا طریقہ وہی عارفانہ مجاہدے کی معروف ٹیکنینگ ہے۔ یعنی ہم اپنے شعور کو تمام تجربی متون سے خالی کر دیں۔ تجربی متون سے مراد حسیات، محاکات اور تفکر کا عمل ہے۔ ایکارٹ اپنے ایک وعظ میں لکھتا ہے۔ اگر تم اس بہشتی پیدائش کے تجربے سے گزرنا چاہتے ہو تو تمھیں ہجوم سے الگ ہونا پڑے گا۔

ایکارٹ نے زور دے کر یہ بتایا ہے کہ ان ہدایت پر عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ جب تک جو اس کی سلطنت سے پسپائی نہ اختیار کی جائے۔ روح کے ایجنٹوں کا مقابلہ کرنے کے لیے بہت زیادہ طاقت درکار ہے تا کہ ان کو شکست دی جاسکے۔ ان کو عمل کرنے سے روکا جاسکے۔ یہ کام طاقت کے بغیر ناممکن ہے۔ اگر ہم روح کو تجربی متون سے خالی کر لیں تو تب ہی ہم اپنی ذات کے باطن تک پہنچ سکتے ہیں، جسے وہ روح کا نکتہ کمال قرار دیتا ہے اس کے بعد ہی روح میں مسیح کی پیدائش ہوتی ہے۔ روح کے نکتہ کمال سے اس کی مراد خالص ذات ہے جو اس وقت حاصل ہوتی ہے، جب ہم اپنی روح کو تمام خارجی عوامل سے پاک کر لیتے ہیں۔ یہ خارجی عوامل کثرت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ روح کی وحدت میں حائل ہوتے ہیں۔ اس سے بقول ایکارٹ خداوند خدا سے وصال اور اتحاد حاصل ہوتا ہے۔

8.7 جان آف رُسی بروک John of Ruusbroec[54]

جان وان رسی بروک بیلجیم کے صوبے فلانڈر میں 1293ء میں پیدا ہوا۔ اس کا گاؤں برسلز سے کچھ زیادہ دور نہیں تھا۔ وہ ابتدائی زندگی میں کلیسا کی تنظیم میں شامل ہوا اور کئی سال تک برسلز کا کیتھیڈرل چیپلین رہا۔ پچاس سال کی عمر میں کیتھیڈرل عبادات کی ہئیت پسند اور خارجیت سے اکتا کر مذہبی دوستوں کے ساتھ برسلز سے نکل گیا اور قریب کے ایک جنگل میں آباد خانقاہ میں پناہ لی۔ اس طرح وہ اس قابل ہوا کہ روح کی داخلی زندگی پر ارتکاز کر سکے۔ یہاں وہ اڑتیس سال تک سوچ، بچار اور عبادت کی زندگی گزرتا رہا۔ اس کا کہنا تھا کہ داخلی عارفانہ زندگی کو متوازن رکھنا چاہیے عبادت اور مراقیوں کے ساتھ ساتھ غریب لوگوں کی خدمت کے کاموں میں بھی حصہ لینا ضروری ہے۔ اس کی وفات 1381ء میں اٹھاسی سال کی عمر میں ہوئی[55]۔

جان آف رسی بروک زبان اور فکر کے معاملات میں عام طور پر ایکارٹ کی نقل کرتا ہے لیکن دونوں میں بہت سے معاملات پر اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ رسی بروک اس شخص کو خداشناس اور بعض اوقات روشن ضمیر کا نام دیتا ہے۔ مجموعی طور پر اس کا شمار متین قسم کے عارفوں میں ہوتا ہے اس کی تحریر یہ ظاہر کرتی ہیں کہ وہ فنکارانہ طبعیت کا حامل تھا۔ بعض تحریروں سے اس کے سیاسی خیالات کا بھی پتہ چلتا ہے[56]۔

8.8 سینٹ ٹریسا آف ایویلا St. Teresa of Ávila[57]

سینٹ ٹریسا 1515ء میں پیدا ہوئی اور 1582 میں وفات پا گئے۔ سپین کی مشہور کیتھولک ہے۔ سینٹ ٹریسا نے اپنے روحانی تجربے کو نہایت سادگی سے اتحاد کے تجربے کی صورت میں بیان کیا ہے۔ چونکہ بقول اسٹیس اس کو تجزیاتی ذہن ودیعت نہیں ہوا تھا، اس لیے وہ ابتدائی تفصیلات سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ وہ اپنے بارے میں لکھتی ہے:

> "I am unable to describe in adequate terms the nature of the way in which I experienced unity. It is described in mystic theology. But I am unfamiliar with the proper terminology. I don't know what is meant by mind here or how it differs from soul and self. They all look the same to me." [58]

"جس طریق سے میں اتحاد کے تجربہ سے دوچار ہوئی اس کی نوعیت کی مناسب الفاظ میں تشریح کرنے سے قاصر ہوں۔ اسے عارفانہ الہیات میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن میں مناسب اصطلاحات سے ناواقف ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہاں ذہن سے کیا مراد ہے یا روح اور نفس سے کس طرح مختلف ہے۔ مجھے یہ سب ایک ہی لگتے ہیں"۔

سینٹ ٹریسا اپنی سوانح میں لکھتی ہے:

when I am called by God in a mystical way, I go into a state of total unconsciousness, like a fainting fit. An unconsciousness that is full of pleasure. The self gradually stops breathing and the physical strength begins to respond. A person cannot even move his hand without severe pain. The eyes close automatically. If it is open, you can barely see. If a person tries to read in this state, he cannot spell a single word. Because in this state the external power disappears, on the contrary, the power of the soul increases [59]

کہ جب مجھے خدا کی عارفانہ طریق سے طلب ہوتی ہے تو میں مکمل طور پر غشی کی حالت میں چلی جاتی ہے، جیسے بے ہوشی کا دورہ پڑ گیا ہو۔ ایک ایسی بے ہوشی جو لذت مسرت سے لبریز ہو۔ نفس بتدریج سانس لینا بند کر لیتا ہے اور جسمانی طاقت جواب دینے لگتی ہے۔ انسان اپنے ہاتھ کو بھی ہلا نہیں سکتا شدید درد کے بغیر۔ آنکھیں خود بخود بند ہو جاتی ہیں۔ اگر کھلی رہیں تو بمشکل دیکھ سکتی ہیں۔ اگر اس حالت میں انسان پڑھنے کی کوشش کرے تو وہ ایک لفظ کے ہجے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس حالت میں ظاہری طاقت معدوم ہو جاتی ہے اس کے برعکس روح کی طاقت میں اضافہ ہو جاتی ہے۔

یہ درست ہے کہ یہ تجربہ پہلے پہل مختصر عرصے کے لیے ہوتا ہے. یہ تجربہ اس تیزی کے ساتھ وارد ہوتا ہے کہ اس کا احساس ظاہری نشانات سے ہوتا ہے نہ ہی حواس کی ناکامی سے لیکن روح پر یہ تجربات جب زیادہ مقدار میں وارد ہوتے ہیں تو یہ واضح تر ہو جاتا ہے کہ روح پر جو سورج نکلا ہے وہ کتنا روشن ہے جس میں روح پگھل کر رہ جاتی ہے۔

8.9 سینٹ جان آف دی کراس Saint John of the Cross[60]

جان آف کراس 1542ء میں پیدا ہوا۔ اور 1591ء میں وفات ہوئے۔ سینٹ ٹریسا اور جان آف کراس کا نام عام طور پر ایک ساتھ آتا ہے۔ دونوں کا تعلق اسپین کے علاقے ایویلا سے تھا۔ دونوں تقریباً ایک ہی عہد میں زندہ تھے۔ سینٹ ٹریسا کے مقابلے میں یہ اپنے خیالات و تجربات کو زیادہ ترتیب اور شفاعیت سے پیش کرتا ہے۔ اس کی تحریروں میں گہری نفسیاتی بصیرت اور اعلیٰ تجزیاتی استعداد پائی جاتی ہے۔[61]

John of the Cross کو ہسپانوی Spanish زبان کے صف اول کے شاعروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کی نظموں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن ان میں سے دو، Spiritual Canticle اور Dark Night of the Soul، کو بڑے پیانے پر ہسپانوی شاعری کا شاہکار تصور کیا جاتا ہے، دونوں ہی اپنے رسمی انداز اور ان کی بھرپور علامت کی منظر کشی کرتا ہے۔

جان آف کراس اپنی کتاب Dark Night of the Soul میں لکھتی ہے کہ

"That communication between Allah and creation is necessary.Accordingly, to understand the reality of unity, it is necessary to know that God is atomically present in every soul, even in the soul of a sinner whose sins are forgiven. If this kind of unity between God and His creatures ends, then the

creatures will perish"[62]

"اللہ اور مخلوق میں رابطہ ضروری ہے۔اس کے مطابق اتحاد کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ خدا جوہری طور پر ہر روح میں موجود ہے، حتیٰ کہ اس گناہ گار کی روح میں بھی موجود ہوتا ہے جس کے گناہ قابل معافی ہیں ۔خدا اور اس کی مخلوقات میں اس قسم کا اتحاد ختم ہو جائے تو مخلوقات نیست و نابود ہو جائیں۔"

ماورائے فطرت ہستی تک رسائی صرف محبت اور خدا کی رحمت سے حاصل ہوتی ہے۔ تمام روحیں محبت اور رحمت کی وصولی میں یکساں نہیں ہوتیں۔ جن کو یہ چیزیں ملتی ہیں ان میں بھی درجہ بندی ہوتی ہے۔کچھ دوسروں کے مقابلے میں محبت کے اعلیٰ درجے پر پہنچتے ہیں۔خدا اسے رسائی کا موقع عنایت کرتا ہے جو محبت کی انتہا کو پالیتا ہے اور یوں اپنے ارادے کو خدا کے ارادے سے ہم آہنگ کر لیتا ہے۔ پس وہ روح جو اپنے ارادے کو مکمل طور پر خدا کے ارادے کے تابع کر دیتی ہے اس سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے، اسے اتحاد اور وصال کی نعمت حاصل ہوتی ہے وہ ماورائے فطرت انداز میں خدا کی ذات میں منقلب ہو جاتی ہے[63]۔

یعنی خدا سے تعلق کے راستے میں نہ صرف اعمال حائل ہوتے ہیں بلکہ اس میں انسانی عادات کا مسئلہ بھی شامل ہے۔یعنی صرف ارادی اعمال ہی عدم استکمال کا باعث نہیں بنتے بلکہ وہ حاصل کردہ عادتیں بھی انسان کی راہ میں حائل ہوتی ہیں جو غیر ارادی طور پر ہمارے ساتھ ہوتی ہیں۔چونکہ کوئی مخلوق اس کے اعمال اور اس کی صلاحیتیں اس قابل نہیں ہوتیں کہ خدا عظمت کے مقابل آ سکیں اس لیے روح پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ ان خلقی اطلاقات سے عاری ہو جائے نہ صرف ان اطلاقات سے بلکہ وہ اپنی ذاتی صلاحیتوں سے بھی الگ ہو جائے۔ ان صلاحیتوں میں پسند، فہم اور احساس اہم ہیں۔یوں جب ہر وہ چیز جو خدا سے ہم آہنگ نہیں یعنی خدا سے مختلف ہے روح سے خارج کر دی جاتی ہے تو روح اس حالت میں آتی ہے جسے خدا کا مثل ہونا قرار دیا جاتا ہے۔

8.10 کیتھاروں کا عرفانی مکتبِ فکر

خدا کے روحانی بُعد کے تعقل نے الحاد پسند کیتھار مکتب کے فکری ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ مکتب اپنی نوعیت میں ایک سریت پسند مکتب تھا اور کیتھار ایک مذہبی گروہ تھا، جو گیارہویں صدی میں جنوبی فرانس میں نمودار ہوا۔ بارھویں اور تیرھویں صدی میں اس کو فروغ ملا۔ چودھویں صدی میں اسے تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں ہم سہولت کی خاطر کتھار کا ترجمہ ظاہر کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ خود کو مسیحی کہتے تھے اور اس کو جو فی الحقیقت مسیحی تھا، قبول کرتے تھے۔ لیکن کیتھولک کلیسا کی تعلیمات کے منکر تھے۔ کیتھولک کلیسا نے ان کو ملحد قرار دیا۔[64]

ان کا تصور جہاں بنیادی طور پر دوئیت پسند تھا۔ وہ دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرتے۔ روحانی اور مادی دنیائیں۔ وہ مادی دنیا کو جوہری طور پر برا کہتے تھے۔ جب کہ روحانی دنیا کو مکمل خیر قرار دیتے۔ چونکہ کیتھولک نظریہ دنیا کو خدا کی تخلیق سمجھتا ہے۔ اس لیے دونوں فرقوں کے درمیان اختلاف بالکل واضح ہوتا چلا گیا۔ کیتھولک نظریہ کی توضیح میں مادہ بھی کسی سطح پر مقدس ہے۔ اس کے برعکس کیتھار مادے کو اس کی کلیت میں برا کہتے ہیں۔

کیتھار مسیحیوں کی عارفانہ مشقون کے قلب میں یہ عقیدہ تھا کہ مادی دنیا سے بتدریج قطع تعلق کر لینی چاہیے۔ مثالی قسم کی زندگی مکمل طہارت کی زندگی ہے۔ طہارت کی زندگی کے تقاضے یہ ہیں: گوشت اور شراب سے اجتناب کیا جائے، عبادت، غور و فکر اور دوسروں کی خدمت میں مشغول رہے۔ اس سے انسان خدا کی روح کے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پوپ انوسینٹ سوم نے 1209ء میں ان کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کر دیا۔ پوپ نے فرمان جاری کیا کہ جو لوگ اس جنگ میں پاپائے روم کی طرف سے شرکت کریں گے وہ جنتی

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

زمین قبضہ کریں گے اس پر ان کے حق کو تسلیم کیا جائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ شمالی فرانس کی اشرافیہ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور جنوبی فرانس کی زمینوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح مقدس صلیبی جنگ ملحدین کے استیصال سے زیادہ مال و دولت اور زمینوں پر قبضے کی مکروہ کوشش میں تبدیل ہو گئی[65]۔

اس جنگ کا نتیجہ کسی شک و شبے سے بالا تر تھا۔ اگر چہ جنوبی فرانس میں کیتھاروں کے پاس بڑے طاقتور قلعے تھے لیکن وہ کیتھولک اقوام کی یلغار سے زیادہ عرصہ محفوظ نہ رہ سکے۔ ایک صدی کی مسلسل فوجی یلغار اور بعد میں مذہبی عدالتوں کی سخت گیر باز پرس کے نتیجے میں کیتھار مذہب نیست و نابود ہو گیا۔ بہت سوں کو قتل کر دیا اور جو باقی بچ گئے انھیں کیتھولک مذہب نے اپنے اندر جذب کر لیا۔ انفرادی طور پر بھی بہت سے عارفوں اور صوفیوں کو اپنے افکار و عقائد کی وجہ سے بہت زیادہ تشدد اور ظلم کا سامنا کرنا پڑا۔ ہسپانوی عارف جان آف دی کراس ایسے ہی لوگوں میں شامل ہے اس کی کتاب Dark Night of the Soul مسیحی عرفان کلاسیکی متون میں سے ایک ہے۔ اس میں اس روح خدا سے وصال و اتحاد کے سفر کی روداد بیان کی ہے۔ سینٹ جان آف دی کراس کو اس کے افکار کی وجہ سے سخت عتاب و عذاب کا نشانہ بنایا گیا۔

.9 خلاصۃ البحث

یہودیت، عیسائیت اور اسلام ان تینوں مذاہب کی چونکہ اساس ایک ہے، اس لئے ان تینوں مذاہب کی صوفیانہ تعلیمات بھی تقریباً ایک جیسی ہیں۔ لیکن ان تینوں مذاہب کا شرعی نظام مختلف ہے اور اس کے ادوار میں بھی خاصہ بُعد ہے اس لئے تعلیماتِ تصوف میں بھی یک گنا تبدّل نظر آتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں تصوف کے لیے تزکیہ نفس، احسان، روحانیت اور عرفان وغیرہ کی اصطلاحات استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی محبت، رسول ﷺ کی اطاعت، تزکیہ نفس، برداشت، رواداری اور خدمتِ خلق وغیرہ شامل ہے۔ تصوف کی تعلیمات میں مختلف وجوہات، مرور زمان اور مختلف تہذیبوں کی بناء پر رفتہ رفتہ رد و بدل اور غیر اسلامی تعلیمات شامل ہو گئیں۔ اس بناء پر بہت سے محققین کو یہ گمان گزرا کہ تصوف کی اصل و بنیاد غیر از اسلام ہے۔

یہودی تصوف نے "قبالہ" Kabbalah کے نام سے شہرت پائی۔ ان کے یہاں بھی تصوف کی روایات زمانہ قدیم سے ملتی ہے۔ یہودی تصوف کی سب سے اہم کتاب "زوہار / زہار" ہے۔ یہودیت میں ظاہری رسوم کی پابندی پر زور دیا گیا ہے۔ یونانی اثرات کے تحت یہودی مذہب میں جس تصوف نے جنم لیا اس کا بہترین نمائندہ حکیم فیلو ہے۔ حکیم فیلو کو یہودی تصوف کی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس نے مذہب اور فلسفہ میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس نے خارجیت کے مقابلے میں داخلیت پر زور دیا اور نفس کے اندر ڈوب کر حقیقت کو پانے کا درس دیا۔ یہودی صوفیاء نے اپنے اپنے حلقے اور سلسلے قائم کر رکھے تھے جہاں مخصوص لوگوں کو خفیہ طور پر تصوف کی تعلیم دی جاتی تھی۔ لیکن یہودی تصوف نے اخلاقی اقدار کی ترویج میں کوئی حصہ نہ لیا اس لیے کہ اس کا مرکز انسان کبھی نہ رہا یہ تصوف زیادہ تر خدا کی ذات تک محدود رہا۔ انسان اور کائنات اس کے موضوع میں شامل نہ تھے۔

عیسائیت میں تصوف کی بنیاد بابلی اور مصری تہذیب کی وجہ سے ہے۔ عیسائیت کا ابتدائی دور در حقیقت تصوف ہی کا دور تھا۔ عیسائیت میں راہِ تصوف یا عرفان کی مختلف تعلیمات اور منازل معین ہیں۔ ان تعلیمات اور منازل پر عمل پیرا ہونے سے انسان تصوف اور عرفان کی منازل طے کر سکتے ہیں۔ ان اہم تعلیمات اور منازل میں سے کچھ درج ذیل ہیں:۔ نفس کی تربیت، عبادت و توبہ پر زور، رہبانیت و ریاضت، خیرات و صدقات کی تاکید شامل ہیں۔ عیسائی تصوف کی تعلیمات میں مال و دولت سے دوری ہونا، دنیا کو ترک کرنا، ترک نکاح ، بھوکے پیاسے اور ننگے رہنا، دنیا کی رنگینیوں اور لذتوں سے اپنے آپ کو دور رکھنا وغیرہ شامل ہیں۔

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

10. سفارشات

عصر حاضر میں تصوف کے حوالے سے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. ہر دور میں تصوف کی حمایت کے ساتھ اس کی مخالفت بھی ہوتی رہی ہے اور موجودہ صوفیانہ تعلیمات و اطوار میں بہت سے غیر اسلامی افکار و اطوار شامل ہیں۔ محققین کو چاہیے کہ ان افکار کے اسباب و علل اور اس کے تدارک کے لیے تحقیقی کام کیا جائے۔
2. اخلاقی رواداری، روحانی اقدار اور امن و آشتی کو اجاگر کرنے کے لیے صوفیائے کرام اور اولیائے کرام کی زندگیوں سے متعلق تعلیمات کو محراب و منبر کا حصہ بنانے کی خاطر صاحبِ محراب و منبر کوشش کر سکتے ہیں تاکہ معاشرے میں بڑھتی ہوئی شدت پسندی اور فرقہ پرستی کا سدباب ہو سکیں۔
3. تعلیمی ادروں کے ارباب اختیار سے گزارش ہے کہ اپنے ادارے کے شعبہ علوم اسلامیہ کے نصاب میں تصوف سے متعلق کتابوں کو شامل کیا جائے اور محققین سے ایسے عنوانات وغیرہ پر جاندار مقالات لکھوائیں، تاکہ نئی نسل ان افکار سے آشنا ہو سکیں۔ تو ایسے تعلیمی اداروں کے توسط سے معاشرے میں ڈگری کے ساتھ ساتھ اچھے مفکرین بھی پیدا ہونگے۔
4. تصوف کی تعلیمات میں مماثلت و مخاصمت الہامی مذاہب کے تناظر میں اس عنوان پر مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔

نتائج بحث

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. تصوف کے رجحانات تمام مذاہب عیسائیت، یہودیت اور اسلام میں پائے جاتے ہیں لیکن طور طریقے اور اصطلاحات الگ الگ ہیں۔ بعض تعلیمات میں ان مذاہب کے مابین مماثلت بھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ تصوف کی تعلیمات میں مماثلات موجود ہے۔
2. اسلامی تعلیمات میں تصوف کے لیے تزکیہ نفس، احسان، روحانیت اور عرفان وغیرہ کی اصطلاحات استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی محبت، رسول ﷺ کی اطاعت، تزکیہ نفس، برداشت، رواداری اور خدمتِ خلق وغیرہ شامل ہے۔
3. اسلامی تصوف کی تعلیمات میں مختلف وجوہات، مرور زمان اور مختلف تہذیبوں کی بناء پر رفتہ رفتہ رد و بدل اور غیر اسلامی تعلیمات شامل ہو گئیں۔ اس بناء پر بہت سے محققین کو یہ گمان گزرا کہ تصوف کی اصل و بنیاد غیر از اسلام ہے۔
4. یہودی تصوف نے "قبالہ / کبالہ Kabbalah" کے نام سے شہرت پائی۔ ان کے یہاں بھی تصوف کی روایات زمانہ قدیم سے ملتی ہے۔
5. یہودیت میں ظاہری رسوم کی پابندی پر زور دیا گیا ہے۔ یہودی صوفیاء نے اپنے اپنے حلقے اور سلسلے قائم کر رکھے تھے جہاں مخصوص لوگوں کو خفیہ طور پر تصوف کی تعلیم دی جاتی تھی، اخلاقی اقدار کی ترویج میں کوئی حصہ نہ لیا اس لیے کہ اس کا مرکز انسان کبھی نہ رہا یہ تصوف زیادہ تر خدا کی ذات تک محدود رہا۔
6. عیسائیت میں تصوف کی بنیاد بابلی اور مصری تہذیب کی وجہ سے ہے۔ عیسائی تصوف کی تاریخ میں پہلی اور اہم شخصیت کلیمنٹ ہے جس نے ایمان اور روحانیت پر زور دیا۔ عیسائی تصوف کی تعلیمات میں مال و دولت سے دوری ہونا، دنیا کو ترک کرنا، ترک نکاح، بھوکے پیاسے اور ننگے رہنا، دنیا کی رنگینیوں اور لذتوں سے اپنے آپ کو دور رکھنا وغیرہ شامل ہیں۔

1 بیگ، مرزا قلیچ، **مقالات الاولیاء**، شکارپور: سندھ پرنٹنگ پریس، نوشہری دروازہ، 1927، ص:15
Mirzā Qalīch Bīgh, *Maqālāt al-Awlīyā'*, (Shikārpur: Sindh Printing Press, Noshahri Darwāzah, 1927), p. 15

2 ہجویری، کشف المحجوب، ص:76

Abū al-Ḥasan Hujurī, *Kashf al-Maḥjūb*, p. 76.

3 القرآن، 16:2

Al-Qur'an, 2:16

4 الطبرانی، أبو القاسم سلیمان بن أحمد، **المعجم الکبیر**، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1983م، ح:7737، ص:8/208
Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad al-Ṭabarānī, *Al-Mu'jam al-Kabīr*, (Bayrūt: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1983 CE), Ḥadīth No. 7737, p. 8/208

5 النیسابوري، محمد بن عبد اللہ أبو عبد اللہ، **المستدرک علی الصحیحین**، بیروت: دار الکتب العلمیة، 1990، ح:3621، ص:3/299
Muḥammad ibn 'Abdullāh Abū 'Abdullāh al-Nīsābūrī, *Al-Mustadrak 'alā al-Ṣaḥīḥayn*, (Bayrūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1990), Ḥadīth No. 3621, p. 3/299

6 سرہندی، شیخ احمد، فاروقی، مکتوبات، ص:279

Shaykh Aḥmad Sirhindī, *Maktūbāt*, p. 279

7 القرآن،80:4

Al-Qur'an, 4:80

8 القرآن ,3-4:53

Al-Qur'an, 53:3-4

9 القشیری، **الصحیح**,ح:169 ص:۴۱

Abū al-Qāsim al-Qushayrī, *Al-Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth No. 169, p. 41

10 القرآن، 9-10:91

Al-Qur'an, 91:9-10

11 اعظمی ، اعجاز احمد، **تصوف! ایک تعارف**، خیر آباد: مکتبہ ضیاء الکتب،، 2008ء، ص:47
'Ijāz Aḥmad 'Aẓmī, *Ṣūfīyyah! Ik Tā'āruhf*, (Khairābād: Maktabah Ziyā' al-Kutub, 2008 CE), p. 47

12 شاہ جو رسال، سر یمن کلیان، ص:90

Shāh Abdul Latīf Bhittāī, *Shāh Jo Risāl*, *Sar Yaman Kalyān*, p. 90

13 القرآن، 2:62

Al-Qur'an, 62:2

14 القرآن، 9-10:91

Al-Qur'an, 91:9-10

15 لطوسی، **اللمع فی علم التصوف**، لاہور: تصوف فاونڈیشن،، 2000ء، ص:105
Abū Ḥāmid al-Ṭūsī, *Al-Luma' fī 'Ilm al-Ṣūfīyyah*, (Lahore: Ṣūfī Foundation, 2000 CE), p. 105

16 ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسی، **الجامع**، الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع،، 1999ء، باب: ماجاء فی التشدید فی لاغیبة للصائم، ح:641 ، ص:3/141
Abū 'Īsā Muḥammad ibn 'Īsā al-Tirmidhī, *Al-Jāmi'*, (Riyāḍ: Dār al-Salām li-l-Nashr wa-l-Tawzī', 1999 CE), Bāb: Mā Jā'a fī-l-Tashdīd fī Lā Ghaybah li-ṣ-Ṣā'im, Ḥadīth No. 641, p. 3/141

[17]Steven T.Katz,*Comparative Mysticism*, (University Press, Oxford,2013)،29-

Steven T. Katz, *Comparative Mysticism*, (Oxford: University Press, 2013), p. 29

[18]Ed ward J .*The Great Religions of the Modern World*, (USA: Princeton University press, 1946),234.

Edward J., *The Great Religions of the Modern World*,USA: Princeton University Press, 1946, p. 234

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

پرویز، غلام احمد، تصوف کی حقیقت،(لاہور:ادراہ طلوع اسلام،1981ء)،ص:26
Ghulām Aḥmad Parvez, *Tassawuf kī Ḥaqīqat*, (Lahore: Idārah Ṭulū‘ Islām, 1981 CE), p. 26
19 Leaman ,Oliver. *Jewish Thought: An Introduction* , (London: Routledge,2006),93.
Oliver Leaman, *Jewish Thought: An Introduction,* (London: Routledge, 2006), p. 93
20 Rosen ,J. *Understanding Judaism*, (USA: Dunedin academy press ltd.2003),51.
J. Rosen, *Understanding Judaism,* (USA: Dunedin Academy Press Ltd., 2003), p. 51

21 روبینہ ترین، **تصوف**،(ملتان:بیکن بکس،2001ء)،ص:24
Rūbīnah Tarīn, *Tassawuf*, (Multān: Beacon Books, 2001 CE), p. 24

کتاب مقدس،(لاہور:پاکستان بائبل سوسائٹی،انار کلی)،کتاب: خروج:3:20
Pakistan Bible Society, *Kitāb Muqaddas*, (Lahore: Pākistān Bible Society, Anār Kalī), *Kitaab: Khurūj*, 3:20

22 پرویز، غلام احمد، **تصوف کی حقیقت**،(لاہور:ادراہ طلوع اسلام،1981ء)،ص:27
Ghulām Aḥmad Parvez, *Tassawuf kī Ḥaqīqat*, (Lahore: Idārah Ṭulū‘ Islām, 1981 CE), p. 27

23 خان، محمد ایاز، **اناجیل اربعہ کے اہم مضامین کا تحقیقی جائزہ**،(مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی، بہاوالدین زکریایونیورسٹی، ملتان:2000ء)ص:375
Muḥammad Ayāz Khān, *Anājīl Arba‘ah ke Aḥamm Maẓāmīn ka Taḥqīqī Jā'izah*, (Ph.D. thesis, Bahā' al-Dīn Zikriyyā University, Multān, 2000 CE), p. 375

24 یہودی تصوف میں صیفیراٹ سے مراد وہ10 تصورات، طاقتیں یامراحل ہیں جن کے ذریعے خالق کو پہچانا جاتا ہے یہودیت میں یہ ایک خاص نظریہ ہے۔
25. W.T.Stace, *The Teachings of Mystics*, (New York: Mentor Books,1960),223.
W. T. Stace, *The Teachings of Mystics,* (New York: Mentor Books, 1960), p. 223

26 آفاقی، اقبال، **روایاتِ عرفان وتصوف**،لاہور:صریر پبلیکیشنز،2020،ص:44
Iqbal Āfāqī, *Rawāt al-‘Irfān wa al-Tassawuf*, (Lahore: Ṣarīr Publications, 2020), p. 44

27 بائبل:یسعیاہ:6:3
Bible, *Isaiah*, 6:3

28 بائبل:ایوب4:19
Bible, **Job**, 4:19

29 بائبل،4:24
Exodus, 4:24

30 بائبل،18:18
Deuteronomy, 18:18

31 بائبل::استثنا،24:4
Deuteronomy, 4:24
32. Bevan ‹Edwyn Robert‹*The legacy of Israel*, (London: Oxford University,1927),47.
Edwyn Robert Bevan, *The Legacy of Israel*, (London: Oxford University, 1927), p. 47
33 Lywosmour, *The Encyclopedia of World Religions,* (Oxford Press,1990),220.
34 Lywosmour, *The Encyclopedia of World Religions*, 134.
35 Lywosmour, *The Encyclopedia of World Religions*, 227.

36 ترین، روبینہ، تصوف، ص:26
Rūbīnah Tarīn, *Tassawuf*, p. 26

37 انجیل متی:5:27-29
Gospel of Matthew, 5:27-29.

38 دیدات، شیخ احمد، **یہودیت، عیسائیت اور اسلام**،(لاہور:عبداللہ اکیڈمی،2010ء)،ص:162
Shaykh Aḥmad Dīdāt, *Yahūdīyat, ‘Isā'īyat aur Islām*, (Lahore:‘Abdullāh Academy, 2010 CE),p. 162
39 انجیل متی:4:17
Gospel of Matthew, 4:17

Vol.2, Issue 02, July to December. 2024,
Page No. 01- 22

[40] نائیک، ذاکر، مذاہب عالم میں خدا کا تصور، (لاہور: دار النوادر، 2006) ص:119
Zākar Nā'ik, *Mazāhib-ʻĀlam mein Khudā kā Tasawwur*, (Lahore: Dār al-Nawādir, 2006 CE), p. 119

[41] عروج، مہوش، تصوف میں شامل غیر اسلامی تصورات، (ایم فل)، (اسلام آباد، نمل، 2011ء)، ص:119
Mehwish ʻUrūj, *Tassawuf mein Shāmil Ghayr-Islāmī Tasawwurāt*, (M. Phil thesis, Islamabad, NML, 2011 CE), p. 119

[42] انجیل متی، 2:18
Matthew, 18:2

[43] انجیل متی، 6:19-20
Matthew, 6:19-20

[44] فاروقی، عماد الحسن آزاد، **دنیا کے بڑے مذاہب**، (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ، 1986ء)، ص: 273
Imād al-Ḥasan Azād Fārūqī, *Dunyā ke Baṛe Mazāhib*, (New Delhi: Maktabah Jamʻiyyah, 1986 CE), p. 273

[45] Kempis , A Thomas .*The Imitation of Christ*, (cologne:M.Glashan and Gill.1873),65 .
Thomas Kempis, *The Imitation of Christ*, (Cologne: M. Glashan and Gill, 1873), p. 65

[46] یہ ایک جج تھا، سینٹ پال نے اسے عیسائیت میں تبدیل کیا۔ اس کے بعد سے یہ مسیحی عارف سے جانا جاتا ہے۔

[47] **Dionysius**, *The Divine Names*, (Nicolas-Hays, Inc., 2004), p. 51.

[48] **Dionysius**, *The Mystical Theology*, (Kessinger Publishing, LLC, 2003), p. 64.

[49] Norman Tresa, *The world Baby Name*, (USA: The Berkley Publishing Group, 1996), p. 6.
Dionysius The Areopagite, *Encyclopedia Britannica*, 2020), p. 3.

[50] W.T.Stace, *The Teachings of Mystics*,(New York Mentor Books,1960),132.

[51] میسٹر ایکارٹ، ایک جرمن کیتھولک ماہر الہیات، فلسفی اور صوفی تھا، 1260 میں پیدا ہوئے اور 1328 میں وفات پائے۔

[52] John, M. Farley, the *Catholic Encyclopedia*, (New York: Robert Appleton Company, 1909), 56.
Meister Eckhart, *The Catholic Encyclopedia*, (New York: Robert Appleton Company, 1909), p. 56

[53] **R. E. Blakney**, Meister *Eckhart, Trans*, (London: Harper, 1941), p. 118.
W. T. Stace, *the Teachings of Mystics*, New York: Mentor Books, 1960), p. 141.

[54] ایک فلیمش صوفی تھا، اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہے۔

[55] https://ur.dainamtechnology.com/140947- John of Ruusbroec (Accessed ,9,02,2022)

[56] **Jan van Ruysbroeck**, *The Adornment of the Spiritual Marriage*, (London: Oxford Press, 1916), p. 35.

[57] سینٹ ٹریسا رومن کیتھولک چرچ کی عظیم صوفیانہ اور مذہبی خواتین میں سے ایک ہے اور روحانی کلاسیکی مصنفہ بھی ہیں۔

[58] Allison Peers، *The complete works of Saint Teresa*,(London: E,C.D. 1946),18.
Saint Teresa of Avila, *The Complete Works of Saint Teresa*, (London: E.C.D., 1946), p. 18

[59] Lewis, David, *The Life of St. Teresa* (London: Burns, Oates, & Co.1881), 8.
https://ur.socmedarch.org/teresa-of-avila (Accessed 09-02-2022)

[60] سینٹ جان آف دی کراس، ایک ہسپانوی کیتھولک پادری، صوفیانہ مزاج کا مالک تھا۔ وہ سپین میں انسداد اصلاح کی ایک بڑی شخصیت ہیں، اور وہ کلیسیا کے سینتیس ڈاکٹروں میں سے ایک ہیں۔

[61] Peter Tyler- *St John of the Cross*, (New York: Continuum, 2000), 28.

[62] **Saint John of the Cross**, *Dark Night of the Soul*, (London: Limovia.net, 2012), p. 32.

[63] **K. F. Reinhardt**, *The Dark Night of the Soul*, (New York: Frederick Ungar, 1957), p. 65.

[64] **M. Lambert**, *The Cathars*, (Oxford: Blackwell, 1998), p. 76.

[65] **Joshua J. Mark**, *Encyclopedia of World History*, (New York: Facts on File, Inc., 2008), p. 210.
https://www.worldhistory.org/Cathars/ Accessed 09,02,2022)